پروٹوکول جمہوریت کے منافی ہے

تحریر: سہیل احمد لون

یونیورسٹی سے موسم گرما کی چھٹیاں تھیں میں اٹلی کے شہر وینس جانے کا پروگرام بنا رہا تھا کہ اپنی ماں کی طرح عزیز خالہ کی بیماری کا پتہ چلا جو لاہور داروغہ والا رہائش پزیر ہیں۔ وینس کا پروگرام کینسل کر کے لاہور کی ٹکٹ خریدی اور داروغہ والا خالہ جان کے پاس آ گیا۔ لاہور پہنچتے ہی برسات نے پر جوش استقبال کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی لاہور وینس کا منظر پیش کرنے لگا۔ کسی خاتون کا حسن نہانے کے بعد بغیر میک اپ کے اور شہر کی اوقات بارش کے بعد عیاں ہو جاتی ہے۔ حالیہ برسات اور سیلاب سے ہمیشہ کی طرح غریبوں کا ہی جانی و مالی نقصان ہو رہا ہے جبکہ اشرفیہ سمیت کچھ این۔جی۔اوز کے لئے باعث رحمت ہے کیونکہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی اداروں سمیت اوورسیز پاکستانی ان حالات میں دل کھول کر امداد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ خالہ جان کے گھر سے چند گز کے فاصلے پر ایک مسجد کی چھت گر گئی جس میں موقع پر 22 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ مسجد کا اونچا مینار اس وقت بھی خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہے جو کسی بھی وقت کسی بھی طرف گر سکتا ہے۔ مسجد کے دائیں بائیں اور عقب میں ملحقہ مکان بھی محفوظ نہیں اور مزید نقصان کا ایک یقینی خدشہ موجود ہے۔ خادم اعلیٰ چند گھنٹوں بعد تشریف لائے اور حسب روایت شہید ہونے والوں کے ورثاء کو 5 لاکھ کی امداد کا اعلان کر دیا۔ ویسے غریب کی جان کی قیمت وطن عزیز میں پھوٹی کوڑی کے برابر بھی نہیں لہٰذا 5 لاکھ کے اعلان سے کم از کم غریب کی اپنی اوقات کچھ بہتر محسوس تو ہوگی۔ خادم اعلیٰ کی آمد سے قبل داروغہ والا اور جی ٹی روڈ پر پنجاب پولیس والے ایسے ہی دھرنا دیکر بیٹھ گئے جیسے آجکل اسلام آباد میں عمران خان اور طاہر القادری کے دھرنے میں شرکاء ہوتے ہیں تعداد بھی ان سے کم نہ تھی۔ مسجد کے ارد گرد تقریباً ہر گلی میں صفِ ماتم بچھی تھی۔ مرنے والوں کے ورثاء سے اظہار افسوس پر آنے والوں کو اس وقت تک جی ٹی روڈ پر ہی روک کے رکھا گیا جب تک خادم اعلیٰ عوامی خدمت کے لیے عوام کے درمیان موجود ہونے کا تاثر دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ اطراف میں بازار کو بھی خادم اعلیٰ کے استقبال میں بند کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ مسجد کا ملبہ چیخ چیخ کر اپنے گرنے کی وجہ بیان کر رہا ہے۔ لینٹر میں استعمال ہونے والا سریا کا جال کسی صورت میں بھی معیاری نہیں کسی نے اس طرف توجہ دینے کی زحمت پیش کی کہ حادثہ کیوں پیش آیا۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ وطن عزیز میں ہی ریت ہے کہ کسی بھی حادثے میں مرنے والوں کے ساتھ ان تمام پہلوؤں، رپورٹوں تحقیقات کو بھی دفن کر دیا جاتا ہے۔ آج تک کبھی کسی ذمہ دار کو سزا نہیں ہوئی۔ اگر قانون کی بالا دستی ہوتی اور کسی سانحہ یا واقعہ کے ذمہ دار کو قانون کے مطابق سزا ہوتی تو شاید آج داروغہ والا میں کوئی اور خادم اعلیٰ تشریف لاتے۔ خادم اعلیٰ کے جانے کے بعد میں نے ایک دودھ فروش کو یہ کہتے سنا کہ ماڈل ٹاؤن کے سانحہ میں ہلاک ہونے والوں کے ورثاء کو ایک کروڑ کی پیشکش اور داروغہ والا کی مسجد میں ہلاک ہونے والوں کے لواحقین کو صرف 5 لاکھ کا اعلان کھلا تضاد نہیں۔ ممکنہ خطرے کے پیش نظر مسجد سے ملحقہ مکانوں کو خالی کرنے کا حکم دیا گیا ہو مگر انتظامیہ نے مکینوں کو یہ نہیں بتایا کہ وہ کہاں جا کر رہیں۔ حقیقی جمہوریت اور مہذب معاشروں میں عوام اور عوامی مسائل ریاست کا مسلہ ہوتا ہے۔ چند گلیوں سے جب 22 جنازے اُٹھے تو اس وقت علاقے میں کہرام مچ گیا۔ علاقے کے مکینوں پر مزید ظلم 14 گھنٹے گیس کی فراہمی معطل کر کے کیا گیا۔

حقیقی جمہوریت کے دعویدار، جمہوریت کو ڈی ریل ہونے سے بچانے والے اور خادم اعلیٰ کہلانے والے جب عوام کے دکھ پر مرہم رکھنے آئے تو مغلیہ شہنشاہ والا پروٹوکول سمجھ سے بالاتر تھا۔ عوام کے ووٹ سے پارلیمنٹ ہاؤس میں آنے والے عوام میں آنے سے اس قدر خوف زدہ کیوں ہو جاتے ہیں؟ عوام کو بھی یہ بات سوچنی چاہیے کہ یہ عوامی نمائندے ہیں جو عوام پر حکومت کرنے میں بلکہ عوام کی خدمت کرنے کیلئے آئے ہیں۔ انتخابات سے قبل یہ لوگ اپنے منشور کی بین بجا کر عوام کو مست کر کے اپنی مکاری کی پٹاری میں بند کر لیتے ہیں اور آئندہ انتخابات تک عوام اِن کی صورت کو ترس جائے گی۔ عوامی نمائندوں سے حکمران بنانے میں ہماری عوام کا اپنا قصور ہے۔ اگر عوام اِن کو اپنی طرح کا عام اِنسان سمجھنا شروع کر دے تو پروٹوکول میں قافلے کی صورت میں کسی غریب کے گھر افسوس کرنے کیلئے آنے کی "رسم" بھی دم توڑ دے گی۔ عوام جب تک اشرافیہ کو حکمران کے درجے پر فائز رکھے گی وہ اِن کے بنیادی

حقوق کا استحصال کرتے رہیں گے۔مظلوم جب تک ظالموں کے آواز بغاوت بلند نہیں کریں گے۔اُن کے حالات کے بد سے بدترین ہوتے جائیں گے ظلم کے خلاف احتجاج اور بغاوت کی ایک آواز بھی ایک چنگاری کی حثیت رکھتی ہے جو بھڑک جائے تو حکومتی جنگل کو کوئی نہیں بچا سکتا،جس سے ظلم کی تاریکی کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔افسوس!عوام کو ابھی تک یہ احساس نہیں کہ کسی عوامی لیڈر کو''پروٹوکول''کی ضرورت نہیں ہوتی یہ تو جمہوریت کے منافی ہے لیکن جمہوریت ہے کہاں!!!یہ تو ایجنوکریسی ہے۔جب حکومتیں مینڈیٹ پرڈاکے کے بعد معرض وجود میں آئیں تو پھر اُسے جمہوریت تو کسی صورت نہیں کہا جاسکتا۔حکمران عوام اور اداروں سمیت کسی کے سامنے جوابدے نہیں ہیں بلکہ ادارے تو عوامی شکایت پر بھی ایف۔آئی۔آر درج نہ کرکے اپنی جانبداری بلکہ وفاداری ثابت کررہے ہیں۔ان حالات میں مہذب شہریوں کے پاس صرف احتجاج کا حق بنتا ہے اور لوٹے ہوئے مینڈیٹ کی بنیاد پر بننے والی حکومت نے چونکہ ووٹ عوام سے نہیں لیے ہوتے سو وہ عوام پر ظلم کرتے ہوئے اس بات کا کبھی خیال نہیں کرتی کہ اُس نے دوبارہ عوام میں جانا ہے۔حکمران جانتے ہیں کہ اگلہ الیکشن بھی ایسے ہی ہوگا اور اُس کے نتیجہ میں بننے والی ہر حکومت سابق حکومت کے مفادات اور جرائم کی پردہ پوشی کرے گی جیسے آج کل ہورہا ہے۔اب یہ لازم ہے کہ اس کے نتیجہ میں عوام میں حکمرانوں کے خلاف نفرت پیدا ہوگی اور جب نفرت پیدا ہوگی تو پھر گو گو کے نعرے بھی لگیں گے جو کسی وقت بھی گو گو سے تبدیل ہو کر کسی عملی ردعمل میں تبدیل ہوسکتے ہیں سو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام پروٹوکول صرف اور صرف عوام خوف کی وجہ سے ہیں بلکہ اگر بات آسان کردی جائے تو دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ پروٹوکول لینے والوں کے ساتھ دراصل وہ لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے عوام کے دشمنوں کو بچانا ہوتا ہے۔ایک میڈیا چینل پر مسلم لیگ نون کا سابق ایم پی اے جو آج کل اینکر بھی بنا ہوا ہے وہ تحریک انصاف کے ورکروں کی گرفتاری پر پی ٹی آئی پنجاب کے صدر سے یہ بحث کررہا تھا کہ آپ لوگوں نے پولیس کی حراست میں پی ٹی آئی کے ورکروں کی گاڑی کو روک کر غیر قانونی کام کیا ہے لیکن وہ یہ بات سمجھنے کی کوشش نہیں کررہا تھا کہ اُن ملزمان کو کسی مجسٹریٹ نے ابھی جوڈیشل آرڈز پر جیل نہیں بھیجا تھا۔ہرگزرتا ہوالمحہ حکومت کیلئے مشکلات پیدا کررہا ہے دیکھیں پروٹوکول والے کتنی دیر تک ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

تحریر سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

sohailloun@gmail.com

11-09-2014